بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تکفیر معین کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ

سوال: تکفیر معین کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ اور کیا یہ مسئلہ صرف نظریاتی ہے یا کوئی عملی احکام سے بھی اس کا تعلق ہے کہ جو تکفیر معین کی وجہ سے مرتب ہوتے ہوں؟ اور ہمارے جو بھائی ان مسائل میں مصروف ہیں ہم انہیں کیا نصیحت کر سکتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے اصولوں میں یہ بھی ہے کہ معین پر کفر کا فتوی لگایا جا سکتا ہے اگر تکفیر کی شرائط موجود ہوں اور کوئی مانع نہ ہو۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تکفیر معین کا مسئلہ صرف نظریاتی ہے اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں تو یہ بات بہت ہی خطرناک ہے بلکہ بہت سے ان شرعی نصوص کے خلاف ہے جن سے تکفیر معین کا ثبوت ملتا ہے اس طرح کی باتیں کرنا دراصل شارع پر الزام لگانا ہے کہ وہ صرف نظریاتی احکام دیتا جن کا عمل سے تعلق نہیں ہوتا۔ حالانکہ ایسی باتیں اللہ کے بارے میں کرنا مناسب و جائز نہیں۔ تکفیر کا عقیدہ ولاء و براء (کفار سے دوستی و دشمنی) کے عقیدے کے ساتھ اس طرح جڑا ہوا ہے کہ ولاء و براء کا عقیدہ تکفیر کے عقیدے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا جس طرح کہ کسی پر ارتداد کی حد تکفیر معین کے بغیر ممکن نہیں ہے یہ دونوں باہم لازم وملزوم ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان محکم مسائل کو اپنائیں جن میں اختلاف نہیں ہے اور مشکل ومتشابہ مسائل میں الجھنے کی کوشش نہ کریں جب تک کسی مسئلے کے بارے میں مکمل علم نہ ہو اور دلائل مہیا نہ ہو۔ یا اہل علم سے سوال کرنے کی جب تک ضرورت پیش نہ آئے۔

عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمة

ابوبصیر

ایک غلط فہمی: کہ آزادئ فکر کا تقاضا ہے کہ لوگوں کو کافر نہ کہا جائے

حمود بن عقلاء الشعبي

ہمارے سامنے ایک سوال آیا ہے جس میں استدعا کی گئی ہے کہ بعض منحرفین ایسے ہیں کہ ان کی عزت کی جانے چاہئے۔ان کا استقبال کیا جائے انہیں مواقع دیئے جائیں کہ وہ اپنے خیالات ،جدید ادب اور متعفن خیالات پھیلا سکیں۔مثلاً:

۱) محمود درویش فلسطینی جو کہ اسرائیل میں ایک قومی پارٹی کا رکن ہے۔اپنے ایک دیوان میں کہتا ہے کہ: اللہ کی آنکھ سوئی ہوئی ہے۔

۲) سمیح القاسم الدرزی فلسطینی (پارٹی ممبر) یہ اپنے کسی دیوان میں کہتا ہے۔اللہ تعالیٰ کس ہتھیلی سے مٹی۔غبار اور دھواں اڑائے گا اور چنگاریاں پھینکے گا؟۔

۳) ایساری السعودی۔

۴) ترکی محمد جنہوں نے اللہ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔

اس طرح ہم سے اس بات کی بھی وضاحت کی استدعا کی گئی ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں ادبی تحریروں یا تقریروں کی بنا پر کسی پر فتوی یا کوئی حکم نہیں لگا یا جا سکتا یا جو لوگ کہتے ہیں آزادئ فکر کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کسی پر کفر کا فتوی نہ لگائیں بلکہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں۔

جواب: پہلی بات کہ ان لوگوں کو اپنے خیالات و نظریات کی اشاعت کا موقعہ دینا چاہیے تو یہ بہت بری اور ناپسندیدہ و منکر بات ہے بلکہ حرام ہے۔ان کے خیالات کو پھیلنے سے روکنا (جبکہ یہ لوگ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخی کرتے ہیں) دینی فریضہ ہے جو ہر عالم پر لازم ہے اور حکومتوں کی بھی ذمہ داری ہے بلکہ تمام مسلمانوں کا فرض ہے۔اہل علم کا ہماری اس بات پر اتفاق ہے۔ہر شخص جانتا ہے کہ جس شخص نے زبان سے کفریہ کلمہ نکالا۔اللہ کو یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا دین اسلام کو برا بھلا کہا تو ایسے شخص پر توبہ کرائے بغیر فوراً مرتد کی حد جاری کی جائے گی جیسا کہ حدیث لایحل دم امرئ مسلم اور قصہ معاذ بن جبل رضی اللہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک آدمی مسلمان

ہونے کے بعد یہودی تھا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اس آدمی کو قتل نہ کر دیا جائے یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے۔ اس طرح دیگر احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

جب اکثر علماء کی رائے ایسے لوگوں کے بارے میں اس طرح کی ہے تو پھر ان کی عزت کیسے جائز ہو سکتی ہے انہیں گمراہی پھیلانے کی اجازت کس طرح دی جا سکتی ہے اگر ان کی عزت کی جائے تو انہیں اپنے گمراہ کن اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی پر مبنی خیالات پھیلانے کی اجازت دی جائے تو یہ اللہ اور اس کی شریعت کے ساتھ مقابلہ شمار ہوگا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تحقیر ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ کفر بدعت گمراہی اور فسق پر مبنی کلمات کی مذمت اور انہیں روکنا علماء کی رائے میں لازم اور واجب ہے چاہے کہنے والے کو کافر قرار دیا جا چکا ہو یا نہیں ان کلمات کی مذمت ہر حال میں لازم اور ضروری ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ باتیں ادب سے متعلق ہیں اور ادبیات کی بنا پر کسی پر فتویٰ نہیں لگایا جاتا۔ یہ بات کہنے والے کے بارے میں اگر بہتر سے بہتر تبصرہ کریں تو یہی کہیں گے کہ یہ شخص شریعت سے لاعلم ہے لہٰذا اسے اللہ اور شریعت کے بارے میں بات ہی نہیں کرنی چاہیے۔ خاص کر اتنے اہم اور خطرناک مسائل کو تو چھیڑنا ہی ایسے شخص کے لئے جائز نہیں ہے۔ جو شخص اس طرح کی باتیں کرتا ہے اور اسے ادب کا نام دیتا ہے جو کہ کفر پر مبنی ہوتی ہیں تو ایسے شخص سے متعلق ہم یہ کہیں گے کہ یا تو اس کا عقیدہ بھی وہی ہے جو اس نے لکھا ہے یا اس نے اس وجہ ایسی باتیں اس نے لکھی ہیں کہ اس کے دل میں خلجان شکوک و شبہات ہیں شعوری یا لاشعوری طور پر بدعت پر مبنی باتیں لکھی ہیں۔ اگر پہلی بات ہے تو دلائل شرعیہ اور علماء کے اجماع کے مد نظر یہ شخص بلا شک و شبہ مرتد ہے بغیر توبہ کرائے قتل کیا جائے گا جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور کتب عقائد میں تفصیلات موجود ہیں۔ لہٰذا ان باتوں کو ادب کہہ کر جائز قرار دینے والوں کو ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ کوئی رائے دینے سے قبل علماء سے رابطہ کیا کریں۔ اگر بات دوسری ہے یعنی لکھنے والے نے صرف ادب برائے ادب لکھا ہے تو پھر ان کے بارے میں قرآن کا حکم ہے کہ ان باتوں کی بنا پر انہیں کافر قرار دیا جائے کہ انہوں نے مذاق اور کھیل میں شریعت اور اللہ کا مذاق اڑایا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ. (توبة: ٦٥)

"اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہ کہیں گے کہ ہم باتوں میں مشغول تھے اور کھیل میں مصروف تھے آپ ان

سے کہہ دیجئے کہ کیا اللہ۔اس کی آیات اوراس کے رسولؐ کا مذاق اڑاتے ہو؟ بہانے مت بناؤتم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو''۔

یہ آیت اس بات پر واضح دلیل ہے کہ کھیل، مذاق میں بھی اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت کی توہین کرنے والا کافر ہے۔لہٰذا ایسے لوگ کس طرح معذرت کرتے ہیں یا بہانے بناتے ہیں جو اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں یا دین کے شعائر میں سے کسی کا مذاق اڑاتے ہیں اور پھر اسے تصورات ۔خیالات یا ادب کا نام دیتے ہیں؟ ۔تیسری بات کہ آزادئ فکر کا تقاضا ہے......تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن ،سنت اور اجماع سے ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ کلمہ کفر یہ منہ سے نکالنا کفر ہے۔لہٰذا آزادی رائے کا یا آزادی فکر کا مطلب یہ نہیں کہ کفر کہنے کی اجازت دی جائے کتب شرع اس بات پر دال ہیں کہ اگر ذمی بھی اللہ کو یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو اس کا قتل واجب ہے یہ اکثر اہل علم کی رائے ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے تو ہم اس بات کی تائیداس وقت کریں گے جب ان لوگوں کی طرف سے ایسی کوئی بات سامنے نہ آجائے جو قابل اعتراض ہو اس وقت تک انہیں کچھ نہیں کہا جاسکتا اس لیے کہ لوگوں کی نیتوں یا ان کے ارادوں کی ٹوہ میں لگنا جائز نہیں ہے ہمیں شریعت کا حکم ہے کہ لوگوں کا ظاہر دیکھیں ۔ظاہری اقوال ۔افعال کے مطابق ان پر حکم لگائیں اگر ان کے افعال یا اقوال خلاف شرع ہیں تو ان کی مذمت کرنا ہماری ذمہ داری ہے ان سے توبہ کروانا اور نہ کرنے کی صورت میں ان پر حد قائم کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔اگر اس کا قول یا عمل ایسا نہ ہو کہ دنیا میں اس سے توبہ کروانا ضروری ہو تو پھر ایسے شخص کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔یہ ہے اکثر اہل علم کی رائے۔

تکفیر معین

عبداللہ السعد

سوال: تکفیر معین کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: تکفیر یا عمومی لحاظ سے ہوتا ہے یا تعیین کے طور پر۔ بعض ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے کہ کسی کو معین کر کے کافر نہیں کہا جا سکتا۔ مگر یہ بات ان کی غلط ہے جب دلائل سے ثابت ہو جائے کہ فلاں شخص نے کفریہ فعل کیا ہے یا قول منہ سے ادا کیا ہے تو اس شخص کو مرتد اور کافر کہنا ضروری ہو جاتا ہے اس پر حجت قائم ہو جائے اس فعل وعمل میں تو بلا شک وشبہ اس پر کفر وارتداد کا حکم لگایا جائے گا اس مسئلہ میں بہت زیادہ تفصیل ہے ہم چند مثالوں سے اس تفصیل کی وضاحت کرتے ہیں۔

مثلاً اگر کوئی انسان دین کا مذاق اڑاتا ہے اللہ رب العالمین کو گالی دیتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے ہم یہ نہیں کہیں گے کہ اس پر حجت قائم کرنی ہے اس لئے کہ اس پر حجت قائم ہو چکی ہے کیونکہ ہر انسان کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا بڑا گناہ ہے اتنا بڑا گناہ کہ کوئی انسان اس سے لاعلم ہی نہیں رہ سکتا۔ توحید کے علاوہ کچھ گناہ ایسے ہیں کہ ان میں حجت قائم کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً کوئی ایسا شخص مسلمان ہوتا ہے جو صحراء کا باشندہ تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ شراب حرام ہے تو اس شخص پر حجت قائم کرنا ضروری ہے اس لیے کہ ایسے حالات میں ممکن ہے کہ اس شخص کو شراب کی حرمت کا علم نہ ہو اس لیے کہ آبادی سے دور صحرائی باشندہ ہے۔ یا کوئی انسان ایسی جگہ رہتا ہے جو مسلمانوں سے بہت دور ہے تو وہ بہت سی ایسی مشہور باتوں سے لاعلم ہو سکتا ہے جو دین کی ضروریات میں سے ہیں ایسے میں قیام حجت ضروری ہے اس کے بعد بھی اگر وہ اسلام سے عناد رکھتا ہے تو وہ کافر ہے۔

مثلاً ایک آدمی نہیں جانتا کہ ترکِ نماز کفر ہے تو ایسے شخص پر حجت قائم کرنا ضروری ہے۔ مگر جو شخص مسلمانوں کے درمیان رہتا ہو تو غالب گمان ہے کہ وہ اس مسئلہ سے واقف ہوگا کہ نماز ترک کرنا کفر ہے لہٰذا ایسا شخص اگر نماز ترک کرے گا تو وہ کافر ہوگا۔

تکفیر معین کا حکم

عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ

شیخ تقی الدین رحمہ اللہ ابن البکری پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت اپنے مخالفین کو کافر نہیں کہتے اگر چہ وہ انہیں کافر کہیں اس لیے کہ کفر کا فیصلہ کرنا شرعی حکم ہے کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ اس طرح کا حکم لگائے۔ جس طرح کہ کوئی شخص تمہیں جھٹلائے یا تمہارے اہلیہ سے بدکاری کا ارتکاب کرے تو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم بھی ایسا کرو اس لیے کہ یہ دونوں کام شرعاً حرام ہیں اسی طرح تکفیر بھی اللہ کا حق ہے ہم کسی کو اس وقت تک کافر نہیں کہہ سکتے جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر نہ کہا ہو۔ اسی طرح معین شخص کو کافر قرار دینا اور اس کے قتل کا حکم کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ اسے وہ دلیل و حجت پہنچی ہے یا نہیں جس کی مخالفت پر کفر کا فتوی لگتا ہے۔ ہر وہ شخص جو دین سے لاعلم ہو اسے کافر نہیں کہا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں جہمیہ جو کہ حلولیہ کی شاخ ہے اور ان لوگوں کو جو کہ اللہ کو عرش پر نہیں مانتے انہیں کہتا ہوں کہ اگر میں نے بھی تمہاری رائے اور عقیدے کی موافقت کی تو میں بھی کافر ہو جاؤں گا اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا یہ قول اور رائے کفر ہے جبکہ میری رائے میں تم کافر نہیں ہو اس لیے کہ تم جاہل و لاعلم ہو (تمہیں اپنے عقیدے کے کفر ہونے کا علم نہیں ہے)۔

سوال: ہمیں اس بارے میں فتوی چاہیے کہ قیام حجت کا کیا معنی ہے؟

جواب: ہم اس شخص کو کافر نہیں کہہ سکتے جو ہمیں کافر کہتا ہے چاہے وہ یہ بات تاویل کر کے کہتا ہو یا بغیر تاویل کے علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اگر اس نے یہ بات تاویلاً کہی ہو تو پھر اسے کافر نہیں کہا جائے گا ابن حجر ہیثمی ؒ نے شافعی مسلک کے علماء کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایسے شخص کو کافر کہا ہے اگر چہ وہ تاویل نہ کرتا ہو۔ متولی سے منقول ہے وہ کہتا ہے اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو بغیر تاویل کے کافر کہے تو وہ شخص کافر قرار دیا جائے گا۔ علماء کی ایک جماعت نے بھی اس کی تائید کی ہے انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو کافر کہے تو وہ قول ان میں سے ایک پر واپس لوٹ آتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مسلم کو کافر کہے تو وہ کافر قرار دیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس نے اسلام کو کفر کہا ہے بعض لوگوں نے اس وجہ کا تعقب کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ

اس لفظ کے کہنے سے یہ مراد نہیں لیا جاتا بلکہ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ گویا وہ کہہ رہا ہے کہ تم دین اسلام پر ہی نہیں ہو جو کہ حق دین ہے تم کافر ہو تمہارا دین اسلام کے علاوہ کوئی اور ہے اور میں دین اسلام پر ہوں یہی مفہوم و مراد صحیح ہے اس لیے کہ کسی کو کافر کہنا اسلام کا انکار نہیں ہوتا بلکہ اس شخص سے اسلام کی نفی مقصود ہوتی ہے۔ لہٰذا اس قول کی بنا پر اسے کافر نہیں کہا جاتا البتہ اس بدترین بات کی وجہ سے تعزیری سزا دی جائے گی جو مناسب ہوگی۔ اسی طرح کسی کو فاسق کہنے کا مسئلہ ہے کہ عبادت کو فسق نہیں کہا گیا بلکہ شخص کے عمل کو فسق کہا گیا ہے۔ مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ کے قول کا بھی یہی مطلب بنتا ہے اس حدیث کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں۔ یہ وہ مسئلہ ہے جسے علماء نے مشکل مسائل میں شمار کیا ہے اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ مسلمان معصیات کی وجہ سے کافر نہیں ہوجاتا جیسے کہ قتل، زنا یا کسی مسلمان کو کافر کہنا جب کہ وہ دین اسلام کے باطل ہونے عقیدہ نہ رکھتا ہو پھر انہوں نے اس حدیث کی مندرجہ ذیل تاویلات ذکر کی ہیں۔

۱) حدیث کا معنی ہے کہ کوئی شخص کسی مسلم کو کافر کہے اور اس کہنے کو وہ جائز و حلال سمجھتا ہو۔ لوٹ آنے کا مطلب ہے وہ کلمہ اور لفظ لوٹ آتا ہے۔ حَارَتْ ۔ بَاءَ ۔ رَجَعَ سب کا معنی ایک لوٹنا ہے۔

۲) اس پر لوٹ آنے والی بات یہ ہے کہ اس نے اپنے مسلمان بھائی کی شان میں کمی کی ہے اور کافر کہنے کا جو گناہ ہے وہ اس پر لوٹ آتا ہے۔

۳) یہ حدیث خوارج کے بارے میں ہے جو مؤمنوں کو کافر کہتے تھے۔ یہی قول قاضی عیاض رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے مگر یہ ضعیف ہے۔

۴) معنی یہ ہے کہ اس بات کا انجام کفر ہے اس لیے کہ گناہوں کی کثرت کفر تک پہنچا دیتی ہے زیادہ گناہ کرنے والے کے کفر میں مبتلا ہونے کا ہر وقت اندیشہ رہتا ہے جیسا کہ ابن عوانہ رحمہ اللہ نے اپنے مستخرج میں روایت کیا ہے کہ اگر وہ شخص ایسا (یعنی کافر) نہ ہوا تو یہ کہنے والا کفر کے ساتھ لوٹ آئے گا۔

۵) اپنے کفر کے ساتھ لوٹنے کا معنی یہ نہیں ہے کہ وہ حقیقت میں کافر ہو گیا بلکہ اس کا کفر یہی ہے کہ چونکہ اس نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا ہے گویا خود کو کافر کہا ہے۔ ابن دقیق العید رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جس نے کسی ایسے شخص کو کافر کہا جو کافر نہیں تھا تو یہ بات اس پر لوٹ آئے گی یہ ان لوگوں کے لئے بہت بڑی وعید ہے جو کسی مسلمان کو کافر قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ کافر نہیں ہوتا یہ تکفیر ایک ایسی الجھن ہے جس میں بہت سے علماء الجھ گئے ہیں عقائد میں انہوں نے اختلاف کیا ہے اور ایک دوسرے کو کافر کہا ہے۔

استاد ابواسحاق اسفرائینی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہتے ہیں۔ میں صرف اس شخص کو کافر کہتا ہوں جو مجھے کافر کہے کبھی کبھی دفعہ یہ مسئلہ بعض لوگوں پر مخفی رہتا ہے تو وہ اسے غلط جگہ استعمال کر لیتے ہیں (یعنی اس حدیث کا صحیح مفہوم سمجھ نہیں پاتے) مزید فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کافر کہنے والا یا کہے جانے والا دونوں میں سے کسی ایک پر یہ قول صادق آئے گا ابواسحاق رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاویل کرنے والے اور نہ کرنے والے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث خوارج کے بارے میں ہے جو مؤمنوں کو کافر کہتے تھے امام مالک رحمہ اللہ کے اس قول کو دیگر علماء مالکیہ و دیگر نے بھی اختیار کیا ہے اس لیے کہ خوارج نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر اور ان کا قتل جائز قرار دیا ان کے اموال کو حلال قرار دیا جبکہ وہ اپنے اس قول کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے مگر ان کی یہ تاویل ان کے لئے عذر نہیں بن سکی البتہ بہت سے فقہاء ان خوارج کو کافر نہیں سمجھتے اس لیے کہ وہ اپنے قول کی تاویل کرتے ہیں کہ اگر کسی نے معصوموں کا قتل جائز قرار دیا اور ان کے اموال کو لوٹا بغیر شبہ اور تاویل کے تو وہ کافر شمار ہوگا۔ اگر اس نے تاویل کی بنا پر اس کو حلال سمجھا تو وہ کافر نہیں ہوگا جیسا کہ خوارج تھے۔

دوسرا مسئلہ: شخص معین کی تکفیر اور اس کے قتل کا جواز اس بات پر موقوف ہے کہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حجت پہنچ چکی ہو جس کی مخالفت پر کسی کو کافر کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ عقیل رحمہ اللہ نے اپنے ہم مسلک علماء سے نقل کیا ہے کہ اسے سزا نہیں دی جائے گی کہتے ہیں کہ جس آدمی کو دعوت نہیں پہنچی اور اس نے اچھا عمل کیا تو اس کے گناہ اللہ معاف کرے گا اس کی دلیل مسلم کی وہ روایت ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت میں کوئی یہودی یا نصرانی میری آمد کے بارے میں سنے اور پھر میری شریعت پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا۔ مسلم کی شرح میں ہے کہ اس حدیث میں یہود و نصاریٰ کی تخصیص ہے اس لیے کہ ان کے پاس کتاب ہے۔ اس طرح اس حدیث کے مفہوم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جسے اسلام کی دعوت نہیں پہنچی اس کا یہ عذر قبول ہے یہی اصول ہے شریعت پہنچنے سے پہلے حکم نہیں لگایا جاتا۔ قاضی ابویعلیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کا فرمان ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (الاسراء: ۱۵)

ہم اس وقت تک عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیج دیں''۔

فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عقلی طور پر پہنچاننا واجب نہیں ہے بلکہ شریعت کے ذریعے سے جاننا ہے یعنی رسولوں کی بعثت کے ذریعے سے اور اگر کوئی انسان شریعت پہنچنے سے پہلے مرجائے تو اس کے جہنمی ہونے کا قطعی حکم نہیں لگایا جائے گا۔ جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پہنچ گئی تو اس پر حجت قائم ہوگئی اب اس کا جہل کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا کہ وہ اللہ، ملائکہ، رسولوں کتابوں آخرت پر ایمان نہ لائے اللہ نے بہت سے کافروں کے عدم علم اور یہود ونصاری کی جہالت کا ذکر کیا ہے مگر سب ان کے کفر پر متفق ہیں۔ ابن حامد رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ جس کو دعوت نہیں پہنچی اسے بھی سزا ملے گی اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُتْرَكَ سُدًى .(القيامة:٣٦)

''کیا انسان کا خیال ہے کہ اسے بے کار چھوڑ دیا جائے گا؟''۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابابطین رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ کہ دین کے اصولوں میں شک کرنا کفر ہے شک کا مطلب ہے کہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق یا تکذیب کا یقینی فیصلہ نہ کر سکے بلکہ تردد میں رہے۔ اسی طرح قیامت میں اٹھائے جانے یا قیامت قائم ہونے میں شک کرے یا نماز کے وجوب یا عدم وجوب میں سے کسی کا عقیدہ نہ رکھتا ہو تو یہ سب باتفاق علماء کفر ہے ایسے میں اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کی آیات ودلائل کو سمجھ نہیں سکا ہوں تو یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا جب دلائل پہنچ جائیں تو پھر نہ سمجھنے کا عذر نہیں بن سکتا اللہ نے کافروں کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ دلائل کو سمجھ نہ سکے تھے۔

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا. (الكهف:٥٧)

''ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ اسے سمجھ سکیں اور ان کے دلوں میں ڈاٹ ہے''۔

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. (الاعراف: ٣٠)

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنالیا ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہدایت پر ہیں''۔

اللہ نے یہ واضح کردیا ہے کہ یہ لوگ سمجھ نہیں سکے ہیں مگر یہ ان کے لئے عذر نہیں بن سکتا بلکہ قرآن کی صراحت کی ہے کہ اس طرح کے بھی کافر تھے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ

اَعۡمَالُهُمۡ فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ وَزۡنًا . (الکھف:۱۰۳-۱۰۵)

''کہہ دو کیا میں تم کو ان لوگوں کے بارے میں خبر نہ دوں جو اعمال کے لحاظ سے خسارے میں ہیں جن کی کوشش رائیگاں گئی دنیاوی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہتر کام کررہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کے ساتھ اوراس کی ملاقات کے ساتھ کفر کیا ہے ان کے اعمال برباد گئے لہٰذا ہم قیامت میں ان کے اعمال کا کوئی وزن قائم نہیں کریں گے''۔

شیخ ابوموفق الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ ہر مجتہد ہر وقت صحیح مسئلہ استنباط نہیں کرسکتا۔ جاحظ کا قول ہے کہ اسلام کا مخالف شخص اگر غور وفکر کے بعد حق کا ادراک نہ کرسکے تو اس کا عذر قبول ہے وہ گناہ گار نہیں ہے۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جاحظ کا یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ اللہ کے ساتھ کفر ہے اللہ ورسول کا رد ہے اس لیے کہ ہم جانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کو اپنے اتباع کی دعوت دی اور اپنے دین پر مصر رہنے کی بنا پر ان کی مذمت کی بلکہ ان سب سے جنگ کی۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلام مخالف اسلام سے عناد رکھنے والے ایسی باتیں کرتے ہیں ان کی اکثریت اپنے باپ دادا کی تقلید پر قائم ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور معجزہ کو سمجھا نہیں۔ قرآن میں بہت سی آیات ہیں جو ہماری اس بات پر دلیل بن سکتی ہیں۔ جیسا کہ مذکور ہے۔

ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنَ النَّارِ. (صٓ:۲۷)

'' یہ کافروں کا خیال ہے کافروں کے لئے جہنم کا ویل ہے''۔

ذٰلِكُمۡ ظَنُّكُمُ الَّذِىۡ ظَنَنۡتُمۡ بِرَبِّكُمۡ اَرۡدٰكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ الۡخَاسِرِيۡنَ. (حمٓ السجدة:۲۳)

''یہ تم نے اپنے رب کے بارے میں بدگمانی کی تمہیں ناکام کیا تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگئے''۔

اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ. (جاثية:۲٤)

''یہ صرف گمان ہی کرتے ہیں''۔

وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ عَلٰى شَىۡءٍ. (مجادلة:۱۸)

''وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی چیز پر قائم ہیں''۔

وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُهۡتَدُوۡنَ. (اعراف:۳۰)

''وہ سمجھتے ہیں کہ ہدایت پر ہیں''۔

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا.

(الکھف:۱۰۳-۱۰۴)

''ان کی کوششیں دنیا میں ناکام ہوگئیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا عمل کررہے ہیں''۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَلِقَآئِہٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا. (الکھف:۱۰۵)

''یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیات اور ملاقات کا کفر کیا تو ان کے اعمال برباد ہوگئے ہم قیامت میں ان کے لئے وزن قائم نہیں کریں گے''۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والوں کی مذمت کی گئی ہے اور اتنی مذمت کی گئی ہے کہ جس کا شمار مشکل ہے قرآن وسنت میں بہت سے دلائل اس پر موجود ہیں ابن قدامہ رحمہ اللہ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اگر ہم صرف اس شخص کو کافر کہیں جو دلائل کو جانتا سمجھتا ہو اور عناد کی وجہ سے نہ مانتا ہو تو اس طرح ہم بہت سے یہود ونصاریٰ کو مسلمان قرار دے دیں گے جبکہ یہ بات باطل ہے۔ شیخ تقی الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ تکفیر اور قتل حجت پہنچنے پر موقوف ہے؟ ان کے قول کا مقصد یہ ہے کہ تکفیر اور قتل حجت کے سمجھنے پر موقوف نہیں ہے حجت سمجھنا اور شئی ہے اور حجت پہنچنا دیگر۔ اگر تکفیر اور قتل حجت سمجھنے پر موقوف ہو تو پھر ہم صرف اس شخص کو کافر کہہ سکیں گے جس کے بارے میں ہمیں علم ہو کہ وہ عناد رکھتا ہے۔ مصنف کے کلام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حجت سمجھنا ایسی چیز ہے جو بہت سے لوگوں پر مخفی رہتی ہے اور یہ بات توحید اور رسالت کے منافی بھی نہیں جیسا کہ اللہ کی بعض صفات سے ناواقفیت وغیرہ جو امور توحید اور سالت پر ایمان کے منافی ہیں ان کی صراحت اللہ نے کئی مقامات پر کردی ہے کہ وہ کفریہ امور ہیں ان کے مرتکبین سے توبہ کروائی جائے ورنہ قتل کیا جائے گا لاعلمی اور جہالت ان کے لئے عذر نہیں بن سکتی حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ ان امور میں جہالت کی وجہ سے مبتلا ہوئے ہیں وہ ان امور کی حقیقت سے باخبر نہیں ہیں اگر انہیں معلوم ہوجائے کہ یہ کفریہ کام ہیں اسلام سے خارج کردینے والے امور ہیں تو وہ کبھی یہ کام نہ کریں۔ اس طرح کی باتیں اور فتوے شیخ رحمہ اللہ کی کتب میں بہت زیادہ ہیں جیسا کہ ایک کتاب میں لکھتے ہیں۔ جس نے بھی کسی نبی یا ولی کے بارے میں اتنا غلو کیا کہ اس میں الوہیت کا کوئی شائبہ نظر آیا مثلاً اللہ کو چھوڑ کر اسے پکارا کسی سے بخشش۔ مدد۔ رحم وغیرہ مانگی یا

کسی پر توکل کیا وغیرہ یا ایسا غلو کیا کہ اس میں الوہیت کی کوئی صفت کا شائبہ آیا جو کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں تو یہ سب شرک ہے گمراہی ہے اس کے مرتکب سے توبہ کرائی جائے گی اگر توبہ نہ کی تو قتل کر دیا جائے گا۔ فرماتے ہیں۔ جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلے بنائے انہیں پکارا ان پر توکل کیا ان سے دعائیں مانگیں تو یہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔ نیز فرماتے ہیں جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ عیسائیوں سے ان کی عبادت گاہوں میں ملنا ان سے ملاقات کرنا اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے تو ایسا شخص مرتد ہے اگر چہ وہ اس عقیدے کی حرمت سے واقف نہ ہو تو اسے بتا دیا جائے گا اگر پھر بھی مصر رہا تو وہ مرتد ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں جس نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو یا کسی ایک کو گالی دی یا اس گالی کے ساتھ ساتھ اس نے علی رضی اللہ عنہ کو نبی یا معبود مانا یا یہ کہا کہ جبریل سے (وحی دینے میں) غلطی ہوئی ہے تو ایسے شخص کے کفر میں شک نہیں ہے۔ جو شخص اس کو کافر کہنے میں توقف کرتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ مزید فرماتے ہیں جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم مرتد ہو گئے تھے سوائے چند کے یا صحابہ رضی اللہ عنہم کو فاسق کہے تو یہ شخص یقینی کافر ہے ایسے شخص کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے تو ایسے لوگوں کے کفر میں شک کرنے والوں کو بھی کافر کہا ہے حالانکہ شک کرنے والا بے خبر ہوتا ہے مگر اس کی بے خبری عذر نہیں بن سکتی۔ شیخ رحمہ اللہ ایک موقعہ پر فرماتے ہیں اس وجہ سے علماء کہتے ہیں کہ جس نے تکبر کی بنا پر نافرمانی کی وہ کافر ہے ابلیس کی طرح ایسے شخص کے کفر پر اتفاق ہے اور جو شخص شبہے کی وجہ سے نافرمانی کرے تو اہل سنت کے نزدیک وہ کافر نہیں ہے۔ جس نے حرام کو حلال سمجھ کر ان کا ارتکاب کیا وہ بالاتفاق کافر ہے حرام کو حلال سمجھنے کا مطلب ہے حرام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ حلال ہے یہ عقیدہ دو طرح سے رکھا جاتا ہے یا تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسے اللہ نے حرام قرار نہیں دیا کبھی یہ عقیدہ نہیں رکھا جاتا۔ دراصل یہ عقیدہ ایمان بالربوبیت میں خلل آنے کی وجہ سے رکھا جاتا ہے یا رسالت پر ایمان میں خلل کی وجہ سے یہ خالص انکار کی صورت ہے۔ کبھی عقیدہ تو یہ رکھتا ہے کہ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے مگر اس حرمت کا التزام نہیں کرتا اس حکم سے عناد رکھتا ہے تو یہ پہلے والے سے بھی شدید کفر ہے۔

اس بارے میں شیخ رحمہ اللہ کے بہت اقوال ہیں انہوں نے تکفیر صرف معاند کے ساتھ خاص نہیں کیا ہے قطع نظر اس بات سے کہ اکثر لوگ جاہل ہوتے ہیں انہیں اپنے کفریہ اعمال واقوال کے بارے میں معلوم ہی نہیں ہوتا مگر ان معاملات میں جہل وعدم علم عذر نہیں بن سکتا اس لیے کہ ان اقوال وافعال میں سے کچھ توحید کے منافی ہوتے ہیں جبکہ توحید پر کاربند رہنا سب سے بڑی ذمہ داری ہے کچھ اعمال واقوال رسالت کے منافی ومعارض ہوتے ہیں یا کتاب

وسنت کے ان نصوص کو رد کرنے والے اقوال یا اعمال ہوتے ہیں جن نصوص پر علماء سلف کا اجماع ہو چکا ہے۔سلف نے ایسے اقوال کی بنا پر کچھ لوگوں کو کافر قرار دیا ہے جو اقوال ان کی جہالت کی وجہ سے تھے وہ معاندین نہیں تھے۔اس لیے فقہاء نے کہا ہے جس نے پانچ نمازوں میں سے کسی ایک کے وجوب کا انکار کیا یا یا روٹی کی حلت یا شراب کی حرمت کا انکار کیا یا ان میں شک کیا یہ شخص کافر ہوگا اس لیے کہ یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے کوئی بے خبر نہیں رہ سکتا اگر کوئی شرعی حکم ایسا ہو کہ جس سے کچھ لوگ بے خبر رہ سکتے ہیں تو پھر اس کی مخالفت کرنے والے کو اس حکم کے بارے میں بتلایا جائے گا اس کے بعد بھی اگر وہ مصر رہتا ہے تو کافر قرار دیا جائے گا اور قتل جائے گا۔فقہاء نے ارتداد وتکفیر کا حکم معاند کے ساتھ خاص نہیں کیا ہے انہوں نے مرتد کے حکم میں بہت سے اقوال وافعال کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے مگر کہیں بھی عناد کی قید نہیں لگائی ہے۔

شیخ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے شراب کو حلال سمجھا جیسے قدامہ وغیرہ نے ان کا خیال یہ تھا کہ ایمان لانے والے اور عمل صالح کرنے والے کے لئے شراب حلال ہے انہوں نے آیت سے یہی مطلب سمجھا تھا جس میں اللہ نے فرمایا ہے۔

لَيۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا مَا اتَّقَوۡا وَّ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ. (المائدۃ:۹۳)

''جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان پر گناہ نہیں ہے کہ انہوں شراب چکھ لی جب کہ وہ متقی ،ایماندار اور عمل صالح کرنے والے ہیں''۔

علماء صحابہ عمر وعلی رضی اللہ عنہما وغیرہ کا متفقہ قول ہے کہ ان سے توبہ کروائی جائے گی اگر یہ شراب کی حلت پر مصر رہے تو انہیں کافر کہا جائے گا اور اگر شراب پینے کا اعتراف کر لیا تو انہیں کوڑے مارے جائیں گے۔انہیں شراب حلال سمجھنے کی وجہ سے ابتداءا کافر نہیں کہا گیا اس لیے کہ شبہ موجود تھا جب تک ان کے سامنے مسئلہ کی وضاحت نہ کر لی جائے اس کے بعد بھی اگر وہ اپنی بات پر اصرار کرتے تو انہیں کافر کہا جاتا۔شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے یہ شریعت نہیں بنائی ہے کہ وہ زندہ یا مردہ نبی وغیرہ کو مدد۔فریاد۔مصیبت میں پکاریں ،جس طرح کہ یہ مشروع قرار نہیں دیا کہ امت کسی مردہ کے لئے سجدہ کرے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو منع کیا ہے یہ سب کام شرکیہ ہیں جنہیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے مگر امت کے متاخرین نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ان امور میں مبتلا ہو گئے ہیں جب تک ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے بارے میں نہ بتایا جائے اس وقت تک ان کو کافر قرار دینا ممکن نہیں ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کا یہ قول قابل توجہ ہے کہ جب تک ان لوگوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے آگاہ نہ کیا جائے اس وقت تک انہیں کافر نہیں کہا جا سکتا۔ شیخ رحمہ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ جب تک ان کا عناد ثابت نہ ہو جائے تو کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ صرف شریعت کی پہچان ومعلومات پہچانا کافی ہے۔ لوگوں میں جب اسلام سے خارج کردینے والے اور کفریہ افعال واقوال زیادہ ہو گئے ہیں تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ اقوال وافعال تو بہت زیادہ ہیں خاص کر موجودہ دور میں اوران ممالک میں کہ جہاں جہالت کفراور نفاق کا غلبہ ہے۔ ان لوگوں کی جہالت کذب۔ کفر نفاق اور گمراہی اتنی زیادہ ہے کہ اس کا شمار ممکن نہیں۔ اگر اس طرح کی باتیں کسی شخص کے خفیہ اقوال میں ہوں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس کی غلطی ہے یہ شخص گمراہ ہے اس پر وہ حجت قائم نہیں ہوئی جس کی بنا پر اسے کافر کہا جائے لیکن یہی کام یا اقوال بعض لوگوں کے ایسے ظاہر افعال میں بھی پائے جاتے ہیں جن کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ یہ دین اسلام کے افعال میں سے ہیں یہاں تک کہ یہود ونصاری تک کو معلوم ہے کہ یہ کام اسلام کے ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہی کام دنیا میں لائے ہیں مثلاً ایک اللہ کی عبادت کا حکم شرک سے منع کرنا ملائکہ، انبیاء وغیرہ میں سے کسی کی عبادت نہ کرنا ان امور کی مخالفت کرنے والے کو کافر کہا جائے گا۔ اس لیے کہ یہ واضح شعائر اسلام ہیں۔ شریعت کے واضح احکام میں سے یہ بھی ہے کہ یہود ونصاری اور مشرکین سے دشمنی رکھی جائے۔ فحش اقوال وافعال۔ شراب۔ سود۔ جوا حرام ہیں اس کے باوجود بھی بہت سے لوگ ان حرام امور کا ارتکاب کرتے ہیں اور مرتد ہو جاتے ہیں اگر چہ وہ توبہ کریں دوبارہ لوٹ آئیں۔

شیخ رحمہ اللہ نے ظاہری امور اور خفیہ اقوال میں فرق کیا ہے خفیہ اقوال اگر چہ کفر ہیں مگر خفیہ اقوال میں یہ ممکن ہوتا ہے کہ شاید کہنے والا غلطی کر رہا ہو اسے معلوم نہ ہو اس پر حجت قائم نہ ہو سکی ہو مگر ظاہری امور جن کا شریعت ہونا ہر خاص وعام یہاں تک کہ غیر مسلموں کو بھی معلوم ہے ان کی مخالفت کرنے میں عذر نہیں بن سکتا ان کی مخالفت کرنے والے کو کافر کہا جائے گا۔ شیخ رحمہ اللہ کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ امور خفیہ وظاہرہ میں فرق ہے ظاہری امور کی مخالفت پر مطلقاً کفر کا حکم لگایا جائے گا مگر خفیہ امور پر جن میں عدم علم کا عذر بن سکتا ہے جیسا کہ جہمیہ کو مخاطب کرتے ہوئے شیخ نے کہا تھا کہ تم میرے نزدیک کافر نہیں ہو اس لیے کہ تم جاہل ہو اس جملے میں ''میرے نزدیک'' سے معلوم ہوتا ہے کہ جہمیہ

صرف شیخ کے خیال میں کافرنہیں ہیں یہ اتفاقی مسئلہ نہیں ہے ۔شریعت کے جو امور ظاہر ہیں ان کی مخالفت اگر کوئی مسلمان جہالت کی بنا پر کرتا ہے تو اسے پہلے معلومات فراہم کی جائیں گی اس کے بعد اگر وہ مصر رہتا ہے تو کافر قرار دیا جائے گا ظاہر امور سے مراد ہے حرام کو حلال سمجھنا یا شرکیہ قول وفعل' مسئلہ مذکورہ میں ایک اور اختلاف بھی ہے مگر صحیح بات یہ ہے کہ وہ مجتہد جو خلق قرآن کے عقیدے کی دعوت دیتا ہو یا اللہ کی رویت کی نفی کرتا ہو یا رافضی مذہب کی دعوت دیتا ہو تو وہ مجتہد کافر کہلائے گا جب کہ یہی عمل کرنے والا اگر مجتہد کے بجائے مقلد ہے تو وہ فاسق قرار دیا جائے گا۔

مجد بن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر وہ بدعت جس کی طرف دعوت دینے والے کو ہم کافر قرار دیتے ہیں ان میں تقلید کرنے والوں کو فاسق کہتے ہیں مثلاً خلقِ قرآن یا اللہ کے علم کو مخلوق کہنے والی بدعت یا اللہ کے اسماء کو مخلوق کہنا یا اللہ کی رویت کا (اخرت میں) انکار۔ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا یا یہ کہنا کہ ایمان صرف عقیدے کا نام ہے وغیرہ اگر کوئی شخص ان بدعات سے واقف ہو پھر بھی ان کی طرف دعوت دیتا ہو ان کے لیے مناظرے کرتا ہو تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ دیگر علماء کے نزدیک عدم علم کے باوجود ایسے لوگ کافر ہیں جبکہ شیخ رحمہ اللہ کے خیال میں صرف فاسق ہیں کافر نہیں ہیں۔ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اعتقادی فسق اہل بدعت کی طرح ہے جو کہ اللہ و آخرت پر ایمان لاتے ہیں اللہ کے حرام کردہ کو حرام کہتے ہیں اللہ کے فرض کردہ کو فرض سمجھتے ہیں مگر بہت سی ایسی باتوں کی نفی کرتے ہیں جنھیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کیا ہے یہ کام یا تو جہالت کی وجہ سے کرتے ہیں یا تاویل یا تقلید کی بنا پر اس طرح بہت سی ایسی چیزیں ثابت کرتے ہیں جن کا ثبوت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملتا مثال کے طور پر خوارج روافض اور قدریہ معتزلہ اور بہت سے جہمیہ ،جہمیہ میں سے کچھ لوگ غلو کرنے والے ہیں وہ ان مذکورہ میں شامل ہیں یہ بھی غلو کرنے والے روافض کی طرح ہیں ان دونوں فرقوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی لیے سلف کی ایک جماعت نے ان کو ۷۲ فرقوں سے نکالا ہے وہ کہتے ہیں کہ ان کا ملت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو شخص اپنی خیر خواہی چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس مسئلہ تکفیر میں اس وقت گفتگو کرے جب اس کے پاس اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دلائل ہوں صرف اپنی سوچ ،فکر اور سمجھ کی بنا پر کسی کو اسلام سے خارج نہ کرے اس لیے کہ کسی کو اسلام میں داخل کرنا یا خارج کرنا دین کے بہت بڑے امور میں سے ہے ہم نے دیگر اہم مسائل کی طرح اس مسئلہ پر بھی سیر حاصل بحث کر لی ہے بلکہ دیگر مسائل سے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اتباع کریں ابتداع نہ کریں جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اتباع کرو ابتداع مت کرو

یہی تمہارے لئے کافی ہے''۔جس مسئلے سے متعلق علماء میں اختلاف ہو کہ وہ کفر ہے یانہیں تو احتیاط کا تقاضا ہے کہ توقف کیا جائے جب تک رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح نص موجود نہ ہو۔شیطان نے بہت سے لوگوں کو بہکا دیا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ایسے لوگوں کو مسلمان قرار دیا ہے جن کے کفر پر کتاب وسنت اوراجماع کے دلائل ہیں اور ایسے لوگوں کو کافر قرار دے دیا ہے جن کے مسلمان ہونے پر قرآن سنت اوراجماع کے دلائل موجود ہیں۔حیرت وتعجب کی بات یہ ہے کہ جب ان لوگوں میں سے کسی سے طہارت،بیع وغیرہ کا مسئلہ پوچھا جاتا ہے تو یہ اپنی عقل سمجھ وصوابدید پرفتوی نہیں دیتا بلکہ علماء کے اقوال تلاش کرتا ہے اوران کے مطابق فتوی یا جواب دیتا ہے مگر تکفیر جیسے اہم ترین مسئلے میں صرف اپنی عقل سمجھ اورصوابدید پرفتوی دیتا ہے؟ شیخ رحمہ اللہ کے فتاوی میں سے اس مسئلے کے بارے میں فتوی یہ ہے کہ اگرکوئی شخص ان باتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے جو کافر بنادینے والی ہیں تو اس شخص کو کافر کہا جائے گا؟ کہتے ہیں کہ کتاب وسنت اوراجماع علماء سے جو ثابت ہے وہ یہ ہے کہ ایسے شخص کو کافر کہا جائے گا کفریہ امور ہیں شرک،غیر اللہ کی عبادت وغیرہ جس نے ان میں سے کسی فعل کا ارتکاب کیا یا اسے بہتر سمجھا تو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے جس شخص سے بھی ان امور میں سے کسی ایک کا ارتکاب ثابت ہوا تو اس کا نام لے کر کافر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں عمل کی وجہ سے کافر ہو گیا ہے۔

فقہاء نے حکم المرتد میں بہت سی ایسی اشیاء کا تذکرہ کیا ہے جن کے ارتکاب سے کوئی مسلمان کافر ہو جاتا ہے ۔باب کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ کافر ہوا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اس سے توبہ کروائی جائے گی اگر توبہ نہ کی تو قتل کر دیا جائے گا اور توبہ معین شخص سے کروائی جاتی ہے۔ایک بدعتی نے امام شافعی رحمہ اللہ کے سامنے کہا کہ قرآن مخلوق ہے۔تو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا تم نے اللہ کے ساتھ کفر کر لیا۔تکفیر معین سے متعلق علماء کے اقوال بہت زیادہ ہیں کفر کی بڑی قسم شرک ہے۔غیر اللہ کی عبادت یہ باتفاق علماء اسلام کفر ہے اس کے مرتکب کی تکفیر میں کوئی مانع نہیں ہے۔جیسا کہ زانی کو زانی ،سود خور کو سود خور کہہ سکتے ہیں اسی طرح غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کو کافر کہہ سکتے ہیں۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے اور ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ رکھے۔

وصلی اللہ علی محمد وصحبہ وسلم.

مترجم:عبدالعظیم حسن زئی